www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا عبد الجبار سلفی

حضرت مولانا معین الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ

اکل حلال، صدقِ مقال، زہد و ورع، علم و عمل، عبادت و ریاضت، رُشد و ہدایت، ظاہری اور باطنی اعتبار سے حسین و جمیل اور خوبصورت و خوب سیرت 'گلستانِ لکھویہ' کا تعارف تحصیل حاصل ہے جن کا سلسلۂ نسب محمد بن حنفیہ کے توسط سے سیدنا علی سے جاملتا ہے۔ اس خاندان کے برصغیر میں اوّلین بزرگ حافظ محمد امین تھے جو باباڈھنگ شاہ کے عرف سے مشہور و معروف بزرگ تھے۔ مغل اعظم جہانگیر بادشاہ غازی اُن کی خدمت میں بغرضِ رُشد و ہدایت حاضر ہوئے تھے اور غالباً ہزار بیگہ اراضی ہدیۃً پیش کر گئے تھے۔

جب اُن کی باری ختم ہوئی اور وہ اللہ کو پیارے ہوگئے تو ان کی جگہ اُن کے لائق فرزندانِ گرامی قدر حافظ احمد اور اُن کے بھائی نے لے لی اور وہ بھی اپنے صالح باپ کی طرح لوگوں کو توحید و سنّت، زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت اور توکل و انابت الی اللہ کی تبلیغ کرنے لگے اور اپنے خاندان میں اس روحانی گلستان کی آبیاری کرنے کے لئے اپنی اولاد کی دینی بنیادوں پر تربیت کرنے لگے۔ جب اُن کی باری ختم ہوئی تو ان کی جگہ حافظ بارک اللہ لکھوی نے لے لی اور وہ اپنے دور کے بہت بڑے عالم باعمل اور فقیہ و زاہد ثابت ہوئے۔ جب وہ اس جہانِ فانی سے رخصت ہوئے تو ان کی جگہ ان کے لائق فرزند حافظ محمد لکھوی نے لے لی اور اُنھوں نے عربی اور فارسی نظم و نثر میں یکساں قدرت رکھنے کے باوجود پنجابی شاعری میں دین اسلام کی دعوت و تبلیغ شروع کر دی اور 'تفسیر محمدی'، 'احوالِ آخرت' اور 'محامدِ اسلام' اور 'زینت الاسلام' جیسی گراں قدر کتب لکھ کر پنجاب کے گھر گھر کو نورِ ہدایت سے منوّر کر دیا، حالانکہ اس سے قبل آپ سنن ابوداؤد اور مشکوٰۃ شریف کے عربی حواشی لکھ چکے تھے۔

جب وہ اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے تو اُن کی جگہ اُن کے مایۂ ناز سپوت مولانا محی الدین عبد الرحمٰن لکھوی نے لے لی جو روحانیت میں اپنے اَسلاف سے بھی آگے نکل گئے اور سرزمین حجاز میں دعوت و تبلیغ اور درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے مدینہ منورہ کے بقیع غرقد میں مدفون ہوگئے۔ اُن کے بعد ان کے خاندان کی قیادت ان کے لائق فرزند مولانا محمد علی لکھوی کے ہاتھ میں آئی تو اُنھوں نے اپنے بزرگوں کے مشن کو جاری رکھا اور مدرسہ محمدیہ کو مرکز الاسلام کا نام دے کر درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور اسی دوران اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ آپ حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے مکہ معظمہ چلے گئے اور وہاں سے مسجد ِنبویؐ کی زیارت کرنے اور ہادی اُمم حضرت رسول مقبول ﷺ پر سلام پڑھنے کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض سے مدینہ منورہ گئے تو وہاں کے عرب شیخ کی صاحب زادی سے اُن کا نکاح ہو گیا اور آپ وہاں مسجدِ نبویؐ میں ہی درسِ حدیث دینے لگے اور ساتھ ہی ساتھ صحیح مسلم شریف کی کتابت کرنے لگے۔ تقریباً ایک صدی تک محیط صحیح مسلم شریف کا وہ نسخہ جو نور محمد کتب خانہ کراچی سے طبع ہوتا رہا ہے، یہ انہی کی سعیٔ مشکورہ ہے۔ رحمہم اللہ اجمعین

اسی دوران ہندوستان تقسیم ہو گیا تو ان کی جگہ ان کے لائق فرزندانِ گرامی قدر حضرت مولانا محی الدین لکھوی اور مولانا معین الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ نے لے لی اور اُن کی خدمات نے دعوتِ دین کے سلسلے کو بامِ عروج تک پہنچا دیا۔ بڑے برادرِ گرامی قدر نے زہد و تقویٰ اور عبادت و ریاضت کو شعار بنا لیا اور دنیاوی جاہ و حشمت اور طمطراق کو ٹھوکر مار کر پنجاب کے قریہ قریہ اور کُو بکو، گوشہ گوشہ میں دعوتِ دین کو اوڑھنا بچھونا بنا لیا اور چھوٹے برادر نے درس و تدریس کی سرپرستی کے ساتھ 'سیاست برائے دین' میں بھی حصہ لینا شروع کر دیا اور اس میدان میں محض اپنی شرافت و صداقت، امانت و دیانت کی بدولت بڑے بڑے سیاست دانوں کو میدانِ سیاست میں چاروں شانے چت کر دیا اور دنیا کو درس دے دیا کہ سیاست محض کذب و دروغ اور دھوکہ فریب سے ہی نہیں بلکہ امانت اور صداقت و شرافت سے بھی ہو سکتی ہے لیکن علم و عمل اور ایمان و حکمت کا سورج (یعنی مولانا محی الدین لکھوی) تو ۱۹۹۸ء میں غروب ہو گیا اور فہم و فراست، ذہانت و فطانت، علم و عمل اور حکمت و دانش کا چاند (مولانا معین الدین لکھوی) ۹؍ دسمبر ۲۰۱۱ء کو زیرِ زمین چھپ گیا:

شنیدم کہ در روزگار کہن — شدہ عنصری شاہ صاحب سخن
چو اورنگ از عنصری شد تہی — بفردوسی آمد کلاہی
چو فردوسی از دور فانی گذشت — نظامی بملک سخن شاہ گشت
نظامی چو جام اجل در کشید — بسر چتر اشعار سعدی رسید
چو اورنگ سعدی فروشد ز کار — سخن بر فرق خسرو نثار
وزاں پس چو نوبت بجامی رسید — جہاں سخن را تمامی رسید

مولانا معین الدین لکھوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علما کی مثال اس دنیا میں اُن ستاروں کی سی تھی جن کے ذریعے ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ سے نکلنے کے لئے راستے نظر آتے ہیں اور اس طرح کے ستارے نظروں سے اوجھل ہو جائیں تو نجات کے راستوں کا ڈھونڈنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس لئے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

«فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلَى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ»[1]

۱ سنن ابن ماجہ: ۲۱۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عالم باعمل کی فضیلت عابد کے مقابلے میں ایسی ہے جیسی بدرِ تمام کو سارے ستاروں پر ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا:

«لَئِنْ تَمُوْتُ قَبِيْلَةٌ بِأَسْرِها اَيْسَرُ عَلَى اللهِ مِنْ مَوْتِ عَالِمٍ»[1]

"اگر کوئی قبیلہ اپنے تمام افراد سمیت مر جائے تو اللہ کے ہاں اس کا مر جانا ایک عالم کے مر جانے سے زیادہ آسان ہے۔"

کیونکہ ایک عالم ربانی کے دنیا سے اُٹھ جانے سے علم و حکمت، دانش و فرزانگی، حق گوئی و بے باکی اور ہم دردی و غم گساری کے پہاڑ زمین بوس ہو جاتے ہیں۔ ایک عربی شاعر نے مذکورہ بالا حقائق کو درج ذیل اشعار میں بیان کیا ہے:

لَعَمْرُكَ مَا الرَّزِيَّةُ فَقْدُ مَالٍ ۔۔۔ وَلَا شَاةٌ تَمُوْتُ وَلَا بَعِيْرٌ
وَلٰكِنَّ الرَّزِيَّـةَ فَقْـدُ حِبْرٍ ۔۔۔ يَمُوْتُ بِمَوْتِهٖ خَلْقٌ كَثِيْرٌ

"تیری عمر کی قسم مال و زر کا ہاتھ سے جاتے رہنا قابل افسوس مصیبت نہیں ہے اور نہ ہی کسی بکری یا اونٹ کا مر جانا مصیبت سمجھا جاتا ہے۔ اصلی اور حقیقی مصیبت تو کسی عالم کا ہاتھ سے جاتے رہنا ہے کیونکہ اس کی موت سے بہت سی مخلوق مر جاتی ہے۔"

اس بات میں ذرہ برابر مبالغہ نہیں کہ مولانا ابو الکلام آزاد مرحوم اور مولانا سیّد ابو الاعلیٰ مودودی مرحوم کے بعد دیگر جماعتوں کو بالعموم... اور جماعت اہل حدیث کو بالخصوص مولانا سید داؤد غزنوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی کے بعد مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ جیسا دانش مند اور معاملہ فہم اور دور اندیش قائد اور سیاست دان میسر نہیں آیا۔

حضرت مولانا عبد القادر حصاروی ایسے علما و فضلا کی وفات پر کہا کرتے تھے:

گُل گئے گُلاب گئے باقی خالی دھتورے رہ گئے
عقلاں والے چلے گئے باقی بے شعورے رہ گئے

حضرت مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ، سید نذیر حسین دہلوی شیخ الکل فی الکل کے مشہور لہ بالخیر گھرانے کے فردِ فرید ہونے کے باوجود جب مولانا احمد علی لاہوری کے ہاں دورۂ تفسیر قرآن کے لئے گئے تو انہوں نے اُن سے پوچھا: بیٹا پہلے بھی کہیں دورہ تفسیر کیا ہے تو آپ نے حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کا نام لیا کہ میں اُن سے بھی اس سلسلے میں فیض یاب ہو چکا ہوں تو حضرت لاہوری نے فرمایا: بیٹا! ان جیسے متبحر عالم کے بعد مجھ جیسے گنہگار کے پاس پڑھنے کی آپ کو کیا ضرورت تھی؟ خیر جب وہاں دورۂ تفسیر مکمل ہوا اور امتحان میں دو طلبا برابر برابر نمبر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ اب ان

1 مجمع الزوائد و منبع الفوائد: ۱/۲۰۱،۲۰۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دونوں میں سے اوّل کا انتخاب کرنے کے لئے امامِ انقلاب مولانا عبید اللہ سندھی کو منصف مقرر کیا گیا تو آپ نے پیپر دیکھ حضرت مولانا معین الدین لکھوی کو اوّل قرار دیا۔ بعد ازاں جب امامِ انقلاب کا اُن سے تعارف کروایا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: اس بچے کو اوّل نمبر پر آنا ہی چاہئے تھا کیونکہ میں خود اس کے خاندان کا ممنون ہوں اور اس کے پر دادا حافظ محمد بن بارک اللہ لکھوی کی کتاب پڑھ کر ہی میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہوئی تھی اور میں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

حضرت مولانا معین الدین لکھوی پیدائشی طور پر ہی شاہانہ مزاج رکھتے تھے۔ صاف ستھرا رہنا، پاکیزہ اور صاف ستھرا کھانا، عمدہ لباس پہننا اور باوقار چلنا، باوقار انداز سے بولنا اور دھیمی آواز سے گفتگو کرنا ان کا شعار تھا۔ قرآنِ حکیم کی تفسیر پر عبور حاصل تھا۔ جب وہ درسِ قرآن دیتے تو علم وحکمت کے دریا بہا دیتے اور اس کے بعد وہ درسِ قرآن میں شریک طلبہ جامعہ محمدیہ سے صرفی اور نحوی سوالات کرتے اور اُن کا حل بتاتے۔

راقم الحروف کو ان سے باقاعدہ استفادہ کرنے کا موقعہ ۱۹۷۶ء میں میسّر ہوا، جب ہمارے اُستاذ مولانا محمد یوسف آف راجووال نے مجھے اپنے بیٹے سمیت وہاں داخل کروایا۔ حضرت مولانا بالخصوص فجر کی نماز خود پڑھایا کرتے تھے اور عموماً سورہ ق تلاوت کرتے تھے۔ مجھے ان کا اندازِ تلاوت اس قدر پسند آیا کہ میں نے بھی اسی دور میں اُن کی آواز اور ان کے لہجے میں سورہ ق زبانی یاد کر لی۔

حضرت مولانا لکھوی رحمہ اللہ کا معمول یہ تھا کہ آپ روزانہ درسِ قرآن دیتے اور پھر سیر کو نکل جاتے اور چار پانچ میل پیدل سیر کے بعد نہا دھو کر اور ناشتہ کر کے دفتر میں تشریف لاتے اور حاضرین اور ملاقاتیوں کی درخواستیں پڑھ سن کر مناسب ہدایات دیتے اور حکامِ بالا کو فون کرتے اور فونوں کا بل اپنی جیب سے ادا کرتے۔ اتوار کا دن عموماً دم درود اور تعویذات والوں کے لئے مختص ہوتا تھا۔ اس روز کبھی کبھی نماز باجماعت میں تساہل ہو جاتا اور جب آپ اُن سے فارغ ہو کر نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو نہایت خشوع وخضوع سے نماز پڑھتے۔ آپ ہر طرح کی جلدبازیوں کو بالائے طاق بلکہ بھلا کر اپنے بزرگوں کی نماز کا نقشہ پیش کر دیتے۔ آپ کا ظہر کی نماز باجماعت میں تساہل ۱۹۸۶ء تک رہا لیکن اس سال ان کی اہلیہ محترمہ کے انتقال کے بعد وہ تساہل ختم ہو گیا اور آپ اذان سنتے ہی ہر طرح کی مجلسوں اور میٹنگوں سے اُٹھ کر وضو کر کے پہلی صف میں کھڑے ہو جاتے اور نماز کے بعد بڑی دیر تک ذکر اذکار اور طویل دعا کے بعد سنن رواتب ادا کر کے دفتر تشریف لاتے اور اپنے سیاسی اور مذہبی معاملات پر مشاورت کرتے۔

اللہ نے ان کا مذہبی اور سیاسی قد کاٹھ اتنا شاندار بنایا کہ عموماً افسرانِ بالا اُن کی سفارش رد نہیں کیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے کسی سائل کو کسی پوسٹ پر ملازمت کے لئے سفارشی خط دیا۔ اتفاقاً اسی پوسٹ کے لئے دیگر اُمیدواران بھی مختلف ایم پی اے اور ایم این اے حضرات کے لیٹر لیکر آئے ہوئے تھے لیکن اس محکمے کے افسرِ اعلیٰ نے تمام ممبرانِ اسمبلی کی سفارشوں کو بالائے طاق رکھ کر حضرت مولانا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی سفارش لے کر آنے والے کو مشتہر کردہ پوسٹ پر تعینات کر دیا اور کہا کہ حضرت مولانا جیسے لوگ ہمیشہ کے لئے قابل عزت ہیں، خواہ وہ الیکشن میں جیت جائیں یا ہار جائیں۔ ان کو اللہ کے دین کی وجہ سے جو عزت حاصل ہے وہ جیتنے یا ہارنے سے بڑھتی اور گھٹتی نہیں ہے۔ دوسروں کا کیا ہے آج جیتے تو ہیرو، اگلے الیکشن میں ہارے تو زیرو!!

سیاست کے ایوانوں میں

حضرت مولانا معین الدین لکھوی، نواب زادہ نصر اللہ خاں اور حافظ عبد القادر روپڑی رحمۃ اللہ علیہم کی طرح اپنی ذات میں ایک فرد نہیں بلکہ انجمن اور جماعت تھے۔ ان کی پہچان جماعتوں کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کی وجہ سے جماعتوں کی پہچان تھی۔ ایک صاحب نے مینارِ پاکستان پر ایک ملک گیر اہل حدیث کانفرنس کا ڈرامہ رچا کر میاں نواز شریف کے سامنے مطالبہ رکھ دیا کہ اس دفعہ حلقہ چونیاں ضلع قصور کی نشست کا ٹکٹ مولانا معین الدین لکھوی کی بجائے ہمارے اُمیدوار کو دیا جائے تو میاں نواز شریف نے اُس کے مطالبے کو ٹھکرا کر جواب دیا کہ تم اُس شخصیت کے مقابلے میں ٹکٹ کا مطالبہ کر رہے ہو جس نے اپنے ماتحت پینل کا انتخاب بھی میری بجائے خود ہی کرنا ہے اور وہ ہماری سیاسی پیدائش سے پہلے سیاست کر رہے ہیں اور وہ اپنے علاقے کے بڑے بزرگ سیاست دان اور عالم دین ہیں اور اپنی دانش و شرافت کی وجہ سے کئی مرتبہ وہاں سے جیت چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو گوں ناگوں خوبیوں سے متصف کر رکھا تھا۔ ایک تو آپ نہایت وجیہ اور حسین و شکیل اور خوش خوراک و خوش پوشاک تھے اور دوسری طرف حد درجہ غم گسار اور ہمدرد اور عبادت گزار تھے اور شاید آپ کی عبادت گزاری ہی آپ کی وجاہت اور دلیری اور حق گوئی کا باعث ہو۔ آپ حق بات کو بلا خوف لومۃ لائم کہہ دیتے تھے اور اس بات کی ذرہ برابر پروانہ کرتے کہ میرے سامنے حاکم وقت کھڑا ہے یا اس کا کوئی فوجی جرنیل!

سانحہ کارگل کی سنگینی کے پیش نظر میاں نواز شریف سابق وزیر اعظم پاکستان نے ارکین قومی اسمبلی کا اجلاس بلایا اور اُنہیں اس کے خطرات سے آگاہ کیا تو بڑے بڑے جاگیر دار اور صنعت کار ارکین گھبر اُٹھے اور اس جنگ کو ختم کرانے کے مشورے دینے لگے تو حضرت مولانا لکھویؒ کھڑے ہوئے اور قرآنِ حکیم کی یہ آیت پڑھی:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا لَقِيتُمُ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ ٱلْأَدْبَارَ ۝ وَمَن يُوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُۥٓ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَمَأْوَىٰهُ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ ٱلْمَصِيرُ ۝ ﴾ (الانفال:١٦)

"اے ایمان والو! جب تم کافروں سے بر سرپیکار ہو جاؤ تو پیٹھیں نہ پھیرو اور جو کوئی اس دن پیٹھ پھیرے سوائے اس نیت کے کہ وہ لڑائی کے لئے کوئی چال اختیار کرنے والا ہو یا لڑنے کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے مسلمانوں کی دوسری جماعت سے ملنے والا ہو تو وہ اللہ کا غضب لے کر لوٹا اور اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بری جگہ ہے۔"

یہ ترجمہ بیان کر کے آپ نے فرمایا: پرائم منسٹر صاحب! یا تو یہ جنگ چھیڑنی ہی نہ تھی، اب گر چھیڑ ہی بیٹھے ہو تو اللہ پر توکل کرو، میدان جنگ میں لڑ کر اتنے سپاہی شہید نہیں ہوتے جتنے پسپا ہو کے دوزخ کا ایندھن بنتے ہیں۔ لیکن میاں نواز شریف اور دیگر صنعت کاروں اور جاگیر دار وزیروں و مشیروں کی ہوائیاں اڑی ہوئی تھیں، لہٰذا انہوں نے اللہ کا حکم سن کر ان سنا کر دیا۔ اور پاکستانی فوج کے اتنے سپاہی مروائے کہ اتنے جنگ میں بھی نہیں مرنے تھے۔

اِسی طرح ایک موقع پر سابق وزیر اعظم موصوف تقریباً بارہ اراکین اسمبلی میں بیٹھے ۲۰۱۰ء تک حکومت کرنے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مختلف تجاویز پر غور کر رہے تھے تو آپ نے ان کے سامنے ہی یہ بات کہہ دی کہ پرائم منسٹر صاحب آپ ۲۰۱۰ء تک حکومت کرنے کے منصوبے بنا رہے ہیں لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ کی حکومت کے وزیر ۲۰۰۰ء سے قبل ہی آپ کی حکومت کی کشتی ڈبو دیں گے۔ وہ کہنے لگے: یہ کیسے؟

آپ نے فرمایا: آپ کی حکومت کے ایک وزیر نے ہمارے ایک عزیز کو ناحق کسی قتل کے مقدمے میں پھنسا کر ۷۰ ہزار روپے وصول کئے ہیں اور یوں سمجھیں کہ وہ ۷۰ ہزار روپے اُس نے میرے ہاتھ سے لئے ہیں اور میں نے اس بے گناہ محبوس کو آزاد کرانے کے لئے دیئے ہیں۔ سابق وزیر اعظم گویا ہوئے کہ آپ اس کا نام بتا سکتے ہیں؟ آپؒ نے فرمایا: ابھی اور اسی وقت بتاتا ہوں بشرطیکہ آپ ان بارہ اراکین اسمبلی کے سامنے وعدہ کریں کہ آپ اس کا ایکشن لیں گے؟ بس آپ کا اتنا کہنا تھا کہ صدر فاروق لغاری، اور آرمی چیف جہانگیر کرامت اور چیف جسٹس سپریم کورٹ سجاد علی شاہ کے سامنے نہ جھکنے والے وزیر اعظم کے سر گھڑوں پانی پڑ گیا اور وہ بول ہی نہ سکے۔ ایسا کیوں ہوا! اس کی وجہ غالباً یہ تھی کہ وہ وزیر صاحب سید کہلاتے تھے اور اب بھی کہلاتے ہیں اور میاں صاحب اور ان کے برادرِ اصغر کے متعلق ہر خاص و عام کو معلوم ہے کہ وہ ان جیسے لوگوں کے آباؤ اجداد کے مزاروں پر چادریں چڑھانے والے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ مولانا کی پیش گوئی کے مطابق میاں صاحب کے ایسے ہی وزیروں نے ان کی حکومت کی لٹیا ڈبو دی لیکن میاں صاحب اپنے اس وزیر کے خلاف ایکشن نہ لے سکے۔ اور وہ وزیر صاحب فوراً ہی ظالم ڈکٹیٹر پرویز مشرف کی کشتی میں سوار ہو کر پھر حکومت کے مزے لینے لگے اور اب پھر وہ سابق وزیر اعظم موصوف کی پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں۔ شاید سابق وزیر اعظم کو ان کی یہی حق گوئی پسند نہیں آئی اس لئے وہ نہ تو ان کی عیادت کے لئے آئے، نہ ان کی نماز جنازہ میں شریک ہوئے اور نہ ہی ان کے برادرِ اصغر وزیر اعلیٰ پنجاب نے رسم تعزیت کی ضرورت محسوس کی۔

سابق جرنیل صدر پرویز مشرف کے دور میں حضرت مولانا کو حکومت میں شامل ہونے کی پیش کش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی لیکن آپ نے بڑی بے باکی سے ٹھکرا دی۔ اس طرح کہ سابق صدر پرویز مشرف نے اپنی ایجنسیوں کو حضرت مولانا کے پیچھے لگادیا کہ یہ تین دفعہ رکن قومی اسمبلی اور ایک دفعہ مجلس شوریٰ کے رکن رہے ہیں اور لازمی بات یہ ہے کہ اُنہوں نے بھی مولوی ڈیزل جیسے مولویوں کی طرح کرپشن کی ہو گی۔ لہٰذا ان کے ریکارڈ کی چھان بین کی جائے اور انکے کھلے پکڑے جائیں۔ جب تمام ایجنسیوں نے چھان بین کی تو اُنہوں نے صدر پرویز مشرف کو مطلع کیا کہ اس شخص نے ایک دھیلے کا بھی گھپلا نہیں کیا تو وہ غصے میں آگیا اور اس نے ایجنسیوں کے انچارج صاحبان کو سخت سُست کہہ کر چوتھی ایجنسی کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ ان کو دیئے گئے فنڈز کی چھان بین کرے، لازماً کچھ نہ کچھ اس کے ذمہ نکلے گا کیونکہ یہ کوئی فرشتہ تو نہیں ہے لیکن چار ماہ بعد اُس نے بھی یہ رپورٹ دی کہ ہمارے سامنے ان کا کوئی غبن یا گھپلا نہیں آیا۔

جب مشرف نے علماء و مشائخ کانفرنس بلائی اور حضرت لکھویؒ کو بھی خصوصی دعوت نامہ بھجوادیا جب آپ ایوانِ صدر میں تشریف لے گئے تو اُس نے بھری کانفرنس میں اپنی کرسی سے اُٹھ کر آپ کو سلیوٹ کیا اور کہا: حضرت مولانا! میں آپ کی عظمت اور دیانت داری کو سلیوٹ کرتا ہوں، میری درخواست یہ ہے کہ آپ حکومت میں شامل ہو کر ہماری معاونت کریں، ہمیں آپ جیسے لوگوں کی شدید ضرورت ہے۔ آپؒ نے بھری کانفرنس میں جواب دیا: جناب صدر آپ پاکستان میں اسلام دشمن قوتوں کے ایجنٹ ہیں، اس لئے ہم آپ کے ساتھ نہیں چل سکتے اور یہ کہہ کر باہر تشریف لے آئے اور صدرِ پاکستان اپنا سامنہ لیکر اپنی کرسی پر بیٹھ گئے اور دیگر مشائخ سے اپنے حق میں قصیدے اور نعرے سننے لگے۔

جنرل مشرف نے دوسری مرتبہ صدارت پر براجمان ہونے کے بعد ضلع اوکاڑا کے سیاست دانوں کی حمایت حاصل کرنے کے لئے چوہدری شجاعت حسین کے ساتھ ایک بریگیڈیئر غالباً سعید مہدی کو ساتھ بھیج دیا۔ اُنہوں نے ضلع بھر کے سیاست دانوں کو اکٹھا کر کے مولانا سے درخواست کی کہ آپ ہمارے ساتھ شامل ہو جائیں تا کہ ہم مل کر قوم وملت کی خدمت کریں۔

آپ نے اُن کی یہ بات سن کر فرمایا: اچھا آپ نے ہمیں اس لئے بلایا ہے کہ ہم ان لوگوں کی طرح تمہاری جماعت میں شامل ہو کر کرپشن کی غلاظت سے آلودہ ہو جائیں۔ یہ صاحب جو اس وقت آپ کے سامنے موجود ہیں، یہ ہمارے علاقے کے بدنام قسم کے زانی اور شرابی پیر ہیں۔ اور یہ صاحب ہمارے اس ضلع کے بڑے رسّہ گیر اور سفاک ایم این اے ہیں اور یہ صاحب پرلے درجہ کے کرپٹ انسان ہیں۔ آپ نے ہمیں ان کے ساتھ شامل ہونے کے لئے بلایا ہے۔ ہمارا صاف جواب ہے ہم آپ کے ساتھ شامل ہونے کی بجائے اکیلے ہی بھلے۔ یہ سن کر بریگیڈیئر مہدی صاحب گویا ہوئے کہ بڑے میاں! آپ بڑے ہیں، اس لئے آپ کہہ سکتے ہیں کیونکہ آپ بڑے ہیں۔ ٹھیک ہے آپ ہم میں شامل نہیں ہونا چاہتے تو ہم آپ کو مجبور نہیں کرتے۔ جب آپ بریگیڈیئر صاحب کے سامنے یہ باتیں کہہ رہے تھے تو ساتھ ہی ساتھ ان سیاست دانوں کی طرف اپنی لاٹھی سے اشارہ بھی کرتے جارہے تھے۔ اللہ اللہ! ایسا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رعب اور ایسا جلال کہ کوئی بھی آپ کے سامنے دم نہ مار سکا۔

ذاتی اوصاف اور دینی خدمات

جس دور میں ہم جامعہ محمدیہ میں زیر تعلیم تھے تو ہمارے ایک ساتھی حضرت مولانا زید احمد، فاضل مدینہ یونیورسٹی نے ہمیں آپ کی نرم خوئی کا ایک ہڈ بیتا واقعہ سنایا کہ جب میں جامعہ محمدیہ اوکاڑا میں نیا نیا داخل ہوا تو میں نے مولانا محی الدین لکھویؒ کے پر شفقت مصافحے اور معانقے کا تصور ذہن میں بٹھا کر حضرت مولانا معین الدین لکھوی سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا تو اُنہوں نے ڈھیلے ڈھالے انداز میں دو انگلیاں ملا دیں جس کا مجھے بڑا صدمہ ہوا اور ایک دن اپنی ناراضی اور حضرت مولانا کی سرد مہری پر غصہ کی بھڑاس نکالنے کے لئے دفتر کے سامنے ایک ستون کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنے ایک ساتھی سے حضرت مولانا محی الدین لکھوی کے پرتپاکی سے ملنے کی تعریف اور حضرت مولانا معین الدین لکھوی کے سرد مہری سے مصافحہ کرنے کا برے الفاظ میں تذکرہ کرنے لگا اور دس پندرہ منٹ تک برے الفاظ سے تذکرہ کرتا ہی چلا گیا اور مجھے کیا معلوم تھا کہ ناظم صاحب ستون کی دوسری طرف کھڑے اپنے کانوں سے اپنے حق میں نازیبا کلمات سن رہے ہیں۔ اس دور میں طلباے جامعہ آپ کو ناظم صاحب کے نام سے بولا کرتے تھے کہ اچانک مولانا آگے بڑھے اور مجھے دیکھا اور پھر واپس اپنے کمرے میں چلے گئے اور جب میں نے اپنی اس حرکت پر غور کیا تو پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ میں لرزتا کانپتا اوپر والی منزل میں اپنے بستر پر لیٹ گیا اور ڈرنے لگا کہ اب پتہ نہیں کیا بنے گا۔ ابھی چند ہی منٹ گزرے تھے کہ ایک طالبِ علم مجھے بلانے آگیا کہ آپ کو ناظم صاحب دفتر میں بلا رہے ہیں۔ جب میں نے یہ الفاظ سنے تو میرا خون خشک اور رنگ فق ہوگیا۔ میں ڈرتا، لرزتا، کانپتا ہوا اُن کے دفتر میں پہنچا تو اُنہوں نے مجھے پانی والا گلاس دیا اور کہا: اس میں باہر سے پانی لے آؤ۔ میں گیا اور شیشے کا گلاس پانی سے بھر لایا۔ آپ نے پوچھا: اسے آٹے سے مانجھ کر پھر پانی سے دھو کر، اس میں پانی لے لاؤ۔ میں گیا اور باورچی سے آٹا لیکر اس گلاس کو چمکا کر پانی سے بھر لایا جو آدھا آپ نے پیا اور آدھا مجھے پلا کر واپس جانے کی اجازت دے دی تو میری جان میں جان آگئی۔

آپ کے عمدہ اوصاف میں سے ایک عمدہ وصف یہ بھی تھا کہ آپ نے اپنے برا کہنے والوں کو کبھی برا نہیں کہا۔ ایک صاحب زندگی بھر جامعہ کے باہر دکان میں چوبیس گھنٹوں میں اوسط پانچ چھ گھنٹے اپنے ملاقاتیوں کے سامنے آپ کی نیکیاں بڑھاتے رہتے لیکن آپ نے زندگی بھر اس کا نوٹس نہیں لیا اور نہ ہی اپنی زبان پر حرفِ شکایت لائے۔ ایک مرتبہ آپ کے درسِ قرآن کے اختتام پر ایک صاحب آپ سے کہنے لگے کہ ایک عالم لالہ زار کالونی کی مسجدِ مبارک میں تقریر کے دوران کہہ رہے تھے کہ جو کوئی مولانا محی الدین لکھوی کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا: کیا اس عالم کی اس بات کو لوگوں نے اچھا سمجھا ہے؟ اس نے کہا: نہیں بلکہ اس بات کو نہایت برا سمجھا ہے تو آپ نے فرمایا تو بھائی عبد الغنی!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر مجھ سے کیا سننا چاہتے ہو جب لوگوں نے ہی اسے اچھا نہیں سمجھا تو ہمیں اس کا برا منانے کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ خود مولانا محی الدین لکھوی سے بھی کسی نے کہہ دیا کہ فلاں عالم آپ کو کافر کہتا ہے تو آپ نے فرمایا: اللہ اکبر! میرے بھائی میں تو انہیں مسلمان ہی سمجھتا ہوں اور اسے مسلمان ہی کہتا رہوں گا۔ سعدی مرحوم نے ایسے ہی بزرگوں کے متعلق فرمایا ہے:

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا — دل دشمناں نہ ہم کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام — کہ با دوستاں خلاف است جنگ

ایک مرحوم شہید رحمہ اللہ اپنے جلسوں میں آپ کے قد کو گھٹانے اور اپنا قد بڑھانے کے لئے آپ کے خلاف بڑے گھٹیا قسم کے نعرے لگواتے اور انہیں سن کر محظوظ ہوتے۔ بالآخر جب انہوں نے محسوس کیا کہ اس طرح تو ان کا کچھ نہ بگڑا تو صلح کے لئے ایک آدمی بھیج کر اپنے کئے کی معافی مانگی تو آپ نے یک لخت اسے معاف کر دیا اور صلح کے لئے آمادہ بھی ہو گئے۔

آپ کے عمدہ اوصاف میں سے ایک وصف یہ بھی تھا کہ آپ نے اپنے دین کے بارے میں کبھی کسی سے سمجھوتہ نہیں کیا اور آپ اپنی الیکشن مہم کے لئے جہاں کہیں جاتے وہاں اپنی مسجد ہوتی یا مخالف مسلک کی مسجد، وہاں علی الاعیان رفع الیدین کرتے اور جہاں کہیں خطبہ دیتے، اہل حدیث کی طرز پر خطبہ دیتے اور اس کے باوجود بھی جیت جاتے۔ آپ نے کبھی کسی سیاسی لیڈر کی طرح جھوٹ بولا اور نہ جھوٹا وعدہ کیا، نہ کرپشن کی نہ کسی کو کرپشن کرنے دی۔ ورنہ ہم نے بڑے بڑے ڈرامے باز مولوی اور لیڈرز دیکھے ہیں جو جیسا دیس ویسا بھیس بنا لیتے ہیں۔ خصوصاً عربوں اور عجمیوں کو بے وقوف بنا کر ان سے دولت ہتھیانے کے لئے مسلک تو کیا دین و ایمان بیچ کھاتے ہیں۔

آپ کے عمدہ اوصاف میں ایک وصف یہ تھا کہ آپ نے اپنے اسلاف کی طرح اپنی جوانی اور بڑھاپے کو بے داغ رکھا بلکہ تحدیثِ نعمت کے طور پر میں دعوے سے کہتا ہوں کہ لکھوی بزرگوں کی طرح دیگر مسالک کے لوگ روحانیات کے دعوے دار ہیں لیکن ان کے گدی نشینوں کے ہمسایوں سے پوچھ کر دیکھ لیں۔ وہ گواہی دیں گے کہ وہ بھتہ خور، شراب نوش اور لوگوں کی زمینوں پر ناجائز قبضہ کرنے والے اور عیاش ہیں جب کہ لکھوی بزرگ اور ان کی اولادیں آج بھی مجسمہ شرم و حیا خاندانی شرافت اور وجاہت میں اپنی مثال آپ ہیں۔ یقین حاصل کرنے کے لئے مولانا محی الدین اور مولانا معین الدین لکھوی بلکہ مولانا شفیق الرحمٰن اور مولانا عزیز الرحمٰن کی اولادوں کو دیکھ لیں ان میں شرافت، نجابت، عبادت، ریاضت ہمدردی و غمگساری نظر آئے گی۔ خصوصی طور پر پروفیسر ڈاکٹر حماد اور پروفیسر ڈاکٹر حمود، ڈاکٹر عابد، ڈاکٹر زاہد، مولانا بارک اللہ، مولانا حفظ الرحمٰن، ذکی الرحمٰن، رفیق الرحمٰن، مولانا محمد حمید اور مولانا محمد زید، محمد احمد لکھوی برادران یہ سب کے سب اعلیٰ درجہ وجیہ اور شریف اور مدبر و مفکر ہیں۔ فضائل سے آراستہ اور رزائل سے کوسوں دور ہیں۔ ان کو دیکھ کر ان کے اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ البتہ انہیں مولانا محی الدین اور مولانا معین الدین کا مقام حاصل کرنے کے لئے انہی کی طرح صبر واستقامت اور خدمتِ خلق کا جذبہ پیدا کرنا ہو گا کیونکہ ان دونوں برادران مرحومین کا مقام و مرتبہ ہر کسی کو ہر دور میں نصیب نہیں ہوتا بلکہ اچھے مقدر والوں کو عرصہ بعد نصیب ہوتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

روزہا باید کہ تا یک مشت پشم از میش | زاہدے را خرقہ گردد یا حمارے را رسن
ہفتہ ہا باید کہ تا یک دانہ ز آب و گل | شاہدے را حُلّہ گردد یا شہیدے را کفن
ماہ ہا باید کہ تا یک قطرہ از پشت در رحم | صفدرے خیزد بمیدان یا عروس انجمن
سالہا باید کہ تا یک سنگ قابل ز آفتاب | لعل گردد در بدخشاں یا عقیق اندر یمن
قرنہا باید کہ تا یک کودک از فیض طبع | عالم دانا شود یا شاعر شیریں سخن
عمرہا باید کہ تا گردوں گردان یک شبے | عاشقی را وصل بخشد یا غریبے را وطن
دورہا باید کہ یک مرد صاحبدل شود | بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

لہٰذا اب جماعت اہل حدیث کو خصوصاً اور دیگر مسالک کو عموماً مدتِ دراز تک مولانا ثناء اللہ امرتسری جیسا مناظر، حافظ عبد اللہ روپڑی جیسا مجتہد، اور مولانا سید داؤد غزنوی جیسا بارعب وشب بیدار اور علامہ احسان الٰہی ظہیر جیسا خطیب اور مولانا اسماعیل سلفی جیسا ادیب اور مولانا محی الدین لکھوی جیسا اویس دوراں اور مولانا معین الدین لکھوی جیسا دانشمند پیدا ہونے کا انتظار کرنا پڑے گا۔

راقم الحروف کو جب کبھی اوکاڑا شہر میں جانا پڑتا تو اُن سے دفتر یا گھر میں ملاقات کر کے آتا اور آپ کبھی کبھار دیر سے ملاقات کرنے سے سرزنش بھی کرتے۔ ایک دفعہ راقم ان کے دفتر میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا، تو آپ قرآن کریم کی تلاوت کر کے میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے:

"عبد الجبار! میں یہ بات سوچ کر لرز جاتا ہوں کہ اللہ نے میرے اوپر احسانات بہت کئے ہیں اور میں ان میں سے کسی ایک کا شکر بھی ادا نہیں کر سکا۔ دیکھیں والد صاحب مرحوم مدینہ منورہ چلے گئے اور جامعہ محمدیہ کا بوجھ میرے ناتواں کندھوں پر آن پڑا۔ اس بوجھ نے میری کمر بوجھل کی ہوئی ہے۔ اب اللہ نے اس کو خود کفیل کر دیا ہے۔ سیاست میں قدم رکھا تو اللہ نے چار مرتبہ اعلیٰ منصب پر فائز کیا۔ بیس سال تک میں جماعت اہل حدیث کا امیر رہ چکا ہوں۔ اللہ نے دین اور دنیا کی ہر خوبی عطا فرمائی ہے۔ اب اس کا تقاضا ہے کہ میں شکر گزاری میں مصروف رہوں لیکن لوگوں کے کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے یہ قصور مجھ سے دور نہیں ہو رہا۔"

جب آپ اپنی عمر کی اٹھاسی بہاریں گزار چکے تو آپ پر ضعفِ جسمانی غالب آگیا اور آپ اپنے ملاقاتیوں کے سامنے یہ بات یاد کر کے رونے لگتے کہ پتہ نہیں میرا ربّ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ ملاقاتی عرض کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کرنا ہے، وہ پہلے ہی بتا دیا ہے ﴿ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ لہٰذا آپ اپنے ربّ سے ایک جنت نہیں بلکہ دو جنتوں کی اُمید رکھیں۔ جامعہ محمدیہ اور جامعہ سلفیہ اسلام آباد آپ کا صدقہ جاریہ ہیں۔ ہزاروں علما و طلبا آپ کے روحانی فرزند ہیں اور وہ آپ کی مغفرت کے طلب گار رہتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ تادم آخریں اللہ کے سامنے سجدہ ریز رہے اور ہر جمعہ جامعہ محمدیہ میں ادا کرتے اور ضعف و کمزوری کی وجہ سے تسبیحاتِ رکوع و سجود اور ادعیہ تشہد بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیتے اور رو رو کر اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی اور خطاؤں سے درگزر کا سوال کرتے اور پھر خادمین کے ہمراہ گھر چلے جاتے اور وہاں فرض نماز ادا کرتے وقت کسی کو اپنے پاس بلالیتے، جو رکعات شمار کر کے بتلا دیتا کہ اب نماز پوری ہو گئی ہے۔ ان ایام میں آپ کے پوتے عزیزم حافظ محمد داؤد نے آپ کی بہت خدمت کی۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے۔

سَلَامُ اللهِ عَلٰى قَيْسِ بْنِ عَاصِمٍ   وَرَحْمَتُه مَا شَاءَ أَنْ يَتَرَحَّمَا
مَا كَانَ هلك قيس هُلْكَ وَاحِدٍ   ولكن بنيان القوم تهدّمَا

مذکورہ بالا مضمون مرحوم کے سوانح اور کارہائے نمایاں سے زیادہ اُن کی وفات حسرت آیات پر مضمون نگار کے تاثرات وجذبات کا بے ساختہ اظہار ہے۔ مولانا معین الدین لکھوی رحمہ اللہ کے سوانح حیات کے لئے 'بزم ارجمنداں' از مولانا اسحٰق بھٹی اور مولانا محی الدین لکھوی رحمہ اللہ کے حالات زندگی کے لئے مولانا بھٹی حفظہ اللہ کی ہی کتاب 'قافلۂ حدیث' کا مطالعہ کریں، ان کتب میں دونوں مرحوم بھائیوں پر تفصیلی مضامین موجود ہیں۔ مُدیر

رئیس الجامعہ کا سعودی عالمی کانفرنس میں سلفیت کے موضوع پر مؤثر خطاب

'محدث' کے مدیر اعلیٰ اور جامعہ لاہور اسلامیہ کے رئیس مولانا حافظ عبد الرحمٰن مدنی حفظہ اللہ گذشتہ ماہ سعودی عرب میں ہونے والی عالمی کانفرنس میں پاکستان کی نمائندگی کے لئے تشریف لے گئے۔ عالم اسلام کی عظیم ترین جامعہ، امام محمد بن سعود اسلامک یونیورسٹی کے زیر اہتمام، سعودی ولی عہد شہزادہ نائف بن عبد العزیز کی زیر سربراہی ۲۸،۲۷ دسمبر ۲۰۱۱ء کو الریاض میں السلفية: منهج شرعي و مطلب وطني کے عنوان سے ہونے والی عظیم الشان انٹرنیشنل کانفرنس میں جناب مدیر اعلیٰ نے عربی زبان میں تفصیلی خطاب کیا جسے خصوصی پذیرائی ملی اور بعد میں سعودی عرب کے قومی میڈیا نے آپ سے متعدد انٹرویوز میں آپ کے خیالات و نظریات کو بڑے پیمانے پر شائع کیا۔ مولانا مدنی کے خطاب کا اُردو ترجمہ اور آپ کے سعودی انٹرویوز کو 'محدث' کے آئندہ شمارے میں شائع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ   ادارہ محدث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ